قاضی محمد زاہد الحسینی

# حضرت امیر شریعت کا نعرۂ رستاخیز

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا نام دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں آج کل اٹک شہر میں دارلارشاد کے نام سے دینی و علمی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان دنوں وہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی شخصیت پر ایک ضخیم کتاب کی ترتیب میں مصروف ہیں۔ ذیل کی تحریر اس کتاب کا حصہ ہے جو مولانا نے لقیب ختم نبوت میں اشاعت کے لئے ارسال کیا ہے۔ ہم مولانا کے شکریہ کے ساتھ اسے نذر قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

جمیعتہ العلماء ہند کا آخری اجلاس لاہور میں ہونا قرار پایا، اس وقت پنجاب میں سر سکندر حیات کی وزارت تھی، احقر اس اجلاس سے چند روز پہلے دارالعلوم دیو بند حضرت مدنی کی کفش بوسی کےلئے حاضر ہوا تھا، نماز ظہر کے بعد خانقاہ مدنی کے بڑے کمرہ میں حضرت مہمانوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ باہر تانگہ آکر رکا جس میں مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اتر کر اندر تشریف لائے، آپ لاہور جمیعت کے اسی جلسہ کے انعقاد کے لئے تشریف لے گئے تھے اور پنجاب ایکسپریس سے واپس تشریف لائے تھے، اندر آتے ہی علیک سلیک کے بعد حضرت مدنی نے اجلاس کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے عرض کیا کہ سکندر حیات اجازت نہیں دیتا، حضرت نے فرمایا کہ "آپ پھر چوڑیاں پہن کر کیوں نہیں آئے۔" بس یہ جملہ سنتے ہی مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی واپس لاہور پہنچے اور مولانا عبدالقادر قصوری اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے مشورہ کے بعد اجلاس منعقد کرنے کا اہتمام کیا، مولانا عبدالقادر قصوری اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم ناظم استقبالیہ مقرر ہوئے، چنانچہ مؤرخہ ١٩ مارچ ١٩٤٢ء کو اکابر تشریف لائے اور مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں قیام فرمایا یہاں اگرچہ مولانا عبیداللہ سندھی بھی مقیم تھے مگر جمیعتہ کی کسی میٹنگ میں شریک نہیں ہوئے جمعہ کا خطبہ عربی اور نماز حضرت مدنی نے پڑھائی مگر تقریر نہیں فرمائی۔ نماز جمعہ کے بعد جلوس بڑی شان سے جلسہ گاہ پہنچا اور ابتدائی کارروائی کے بعد نماز عشاء تک جلسہ ملتوی کر دیا گیا۔ چنانچہ نماز عشاء کے بعد کارروائی شروع ہوئی تو حکومت نے بجلی کاٹ دی، لیمپوں کا انتظام کیا گیا اور لاؤڈ سپیکر کے لئے بیٹری لگائی گئی، تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مدنی نے خطبۂ صدارت شروع فرمایا، پنڈال سارا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا سٹیج پر علماء کرام خصوصاً مولانا حفظ الرحمن اور مولانا نافع گل مرحومین سٹیج کی نگرانی فرما رہے تھے، جلسہ کی پہلی صف میں بعض شر پسند بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے خطبہ پڑھنا شروع فرمایا، آپ نے آزادیٔ ہندوستان کے بعد ملکی نظم و نسق کے بارہ میں تین خیالات پیش کئے اور ان پر تبصرہ فرمایا، جب آپ نے تقسیم کے منصوبہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ جملہ فرمایا کہ ایک گروہ کا یہ خیال ہے۔ تو اچانک پنڈال اور سٹیج سے مختلف نعرے شروع کر دیئے گئے جن کا مقصد اجلاس کو ناکام کرنا تھا، حضرت نے خطاب بند فرما دیا۔ اور اسی طرح کھڑے رہے، پنڈال پر ایک

شرپسند کھڑا ہوا تو مولانا نافع گل نے اس کے سر پر اس طرح ڈنڈا مارا کہ وہیں دم بخود ایسا بیٹھا کہ پھر حرکت نہ کر سکا۔ چونکہ پولیس اسی انتظار میں تھی کہ کوئی بہانہ بنا کر جلسہ کو درہم برہم کر دے اس لئے پنڈال میں پولیس کے کافی آدمی آ گئے اور صورتحال خطرناک نظر آنے لگی، وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ امیر شریعت، بطل حریت، مجاہد ملت، سید عالی نسب عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاؤڈ سپیکر کے سامنے آکر چند نعرے لگوائے اور پولیس کو للکار کر فرمایا کہ میرا اپنا جلسہ ہے فوراً باہر نکل جاؤ ورنہ تمام ذمہ داری تم پر ہو گی۔ چنانچہ پولیس باہر نکل گئی۔ آپ نے احرار رضاکاروں کو فرمایا کہ اپنی اپنی کلہاڑیاں فضاء میں لہرا دو، چنانچہ سارے پنڈال میں کلہاڑیوں کی چمک نے جہاں فدایان اسلام کو نور نبوت سے مشرف فرمایا وہاں بزدل مفسدوں کے لئے بجلی کی کڑک بن گئی، آپ نے فرمایا اگر کوئی مفسد سر اٹھائے تو اسے فوراً کچل دو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ بس پھر کیا تھا ان کو سانپ نے ایسا سونگھا کہ دم بخود ہو گئے، پھر حضرت مدنی سے درخواست کی کہ اب آپ ارشاد فرمائیں، چنانچہ حضرت مدنی نے جہاں سے خطاب چھوڑا تھا وہیں سے شروع فرمایا اور اجلاس پوری کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ اس اجلاس کے برخواست ہونے سے قبل حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے سر سکندر حیات کی اس حرکت کی مذمت کی اور اس کے برے نتائج سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں مولانا ابوالکلام آزاد نے خطاب فرمایا، انکا یہ تاریخی جملہ اب بھی میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔

"انگریز کے خلاف جو بھٹی جلے گی میں اس میں لکڑیاں ڈالتا رہوں گا۔"

اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا اور اکابر واپس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آنیوالے پہلے جمعہ کو شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ نے سر سکندر حیات کی اس حرکت پر اسے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا "سکندر حیات! میں نے ابھی اپنا ہتھیار استعمال نہیں کیا اگر استعمال کیا تو برداشت نہ کر سکو گے۔" اس ہتھیار کی نمائش کرتے ہوئے اپنی تسبیح کو فضاء میں لہرایا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس اجلاس کے تقریباً چند روز بعد سر سکندر حیات خان کی بڑی دختر صاحبہ کی رخصتی ہوئی اور اسی رات ۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء سکندر حیات کا انتقال ہو گیا۔

ابا جی کے آخری دنوں کی بات ہے روزانہ کے معمول کے مطابق سلیمی دواخانہ جانے کے لئے اٹھے۔ پان بنانے لگے۔ اکڑوں بیٹھ کر ہتھیلی پر پان رکھا۔ لوازمات اوپر ڈالے اور پھر پان کو ہتھیلی پہ مروڑنے لگے۔ چُورا کر کے منہ میں ڈالتے تھے کہ دانت باقی نہیں رہے۔ اچانک پتہ نہیں کیا خیال آیا۔ پان کا چُورا کرتے کرتے غالب کا شعر گنگنانے لگے۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

شعر پڑھتے پڑھتے پان کا چُورا ہاتھ سے نیچے گرا دیا اور پھر ہمیشہ کے لئے پان کھانا ترک کر دیا۔

(روایت: ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ)